تحریر: الدکتور محمد عجاج الخطیب
ترجمہ: جناب محمد مسعود عبدہٗ

اسماء وصفاتِ باری تعالیٰ

"اسماء اللہ الحسنیٰ" کے معانی

"**المجیب**" جو پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہے ـــــ اور وہی اللہ تو ہے جو دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشتا اور سوال کرنے والوں کو عطا فرماتا ہے ـــــ اللہ رب العزت نے اپنی اس صفت کو اپنے پاکیزہ کلام قرآنِ مجید میں بڑے شاندار لفظوں میں بیان فرمایا ہے:

"وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ؕ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ" (البقرۃ: ۱۸۶)

"اور جب آپؐ سے میرے بندے میرے بارے میں سوال کریں تو آپؐ فرما دیجئے کہ میں قریب ہوں۔ جب کوئی پکارنے والا مجھے پکارتا ہے تو میں اس کی دعاء قبول کرتا ہوں ـــــ تو انہیں چاہیے کہ میرے حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں تاکہ نیک رستہ پائیں"

نیز اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے نبی حضرت صالحؑ کے خطاب کا ذکر کرتے ہوئے، جو انہوں نے اپنی قوم سے کیا، ارشاد فرمایا:

"اِنَّ رَبِّيْ قَرِيْبٌ مُّجِيْبٌ"

"میرا رب قریب (بھی ہے اور دعاء کا) قبول کرنے والا (بھی)"!

قاضی ابوعبداللہ الحلیمی فرماتے ہیں:

"اکثر وبیشتر اس اسم (مجیب) کو تنہا نہیں بولا جاتا۔ مثلاً یا تو کہا جاتا ہے:

"القریب المجیب" (قریب، دعاؤں کو قبول فرمانے والا) ___ یا کہا جاتا ہے: "مجیب الدّعاء!" (دعاء کو شرفِ قبولیت بخشنے والا)۔ اور یا کہا جاتا ہے: "مجیب دعوۃ المضطرین" (بے قراروں کی دعاؤں کو قبول فرمانے والا)۔"

معنٰی اس کا یہ ہے کہ جو اپنے سائل کو، جو چاہتا ہے، عطا فرماتا ہے۔ اور کوئی دوسرا اس پر قادر نہیں۔" (الاسماء والصفات ص ۶۷)۔"

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ اپنے کسی پکارنے والے کو نامراد نہیں لوٹاتے اور نہ ہی انہیں کوئی چیز اپنی مخلوق سے غافل کر سکتی ہے ___ وہی دعاؤں کو قبول فرمانے والے، عطائے عظیم کے مالک ہیں ___ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

"انّ اللہ تعالٰی یستحی ان یّبسط العبد الیہ یدیہ، یسألہٗ فیھما خیرا فیردھما خائبین [۱]"

"اللہ رب العزت اس بات سے حیا کرتے ہیں کہ کوئی سائل ان سے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر خیر کا طالب ہو اور وہ انہیں نامراد لوٹا دیں۔"

نیز آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"ما من مسلم یدعو اللہ عزّ وجلّ بدعوۃ لیس فیھا اثم ولا قطیعۃ رحم الّا اعطاہ اللہ بھا احدٰی ثلاث خصال: اِمّا ان یعجّل لہٗ دعوتہٗ، واِمّا ان یدّخرھا فی الاخرٰی، واِمّا ان یّصرف عنہ من السّوء مثلھا، قالوا اذن نکثر؟ قال اللہ اکثر [۲]"

"جب بھی کوئی مسلمان اللہ عزّ وجل سے ایسی دعاء کرتا ہے، جس میں گناہ اور قطع رحمی کی بات نہ ہو، تو اللہ ربّ العزت تین چیزوں میں سے ایک ضرور

---

[۱] اسے احمدؒ نے روایت کیا، اور مسلمؒ، ابو یعلیؒ اور حاکمؒ بھی اسی طرح لائے ہیں۔ نیز فرمایا کہ یہ صحیح الاسناد ہے، دیکھئے تفسیر ابنِ کثیر ج ۱ ص ۱۶۳، نیز دیکھئے ریاض الصالحین، الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۴۷۸، ۴۷۹، الاذکار ص ۳۴۴

[۲] ترمذی، حاکم ___ امام حاکمؒ نے فرمایا: "مستقیم الاسناد ہے۔" (الترغیب والترہیب ج ۲ ص ۴۹۲، ۴۹۳)۔

ہی اسے عطا فرما دیتے ہیں : یا تو اس کی دعاء کو جلد قبول فرما لیتے ہیں، یا اس دعاء کو (دعاء کرنے والے کی) آخرت کے لیے ذخیرہ کر دیتے ہیں (یعنی روزِ قیامت اسے اس کا اجر ملے گا) اور یا پھر اس دعاء کے عوض (مانگی جانے والی بھلائی کے مثل) اس سے تکلیف کو دُور فرما دیتے ہیں ——
صحابہ کرامؓ نے یہ سُن کر فرمایا، "اللہ کے رسولؐ پھر تو ہم بہت دعا کیا کریں؟"
آپؐ نے ارشاد فرمایا، "اللہ بہت عطا فرمانے والا ہے"!

دعاء کی قبولیت کی شرائط یہ ہیں کہ : دعاء کرنے والے کو اپنی دعاء کی قبولیت کا یقین ہو —— دعاء کرنے والا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو لازم پکڑے، معاصی سے مجتنب رہے، اللہ تعالیٰ نے جو اس کو حرام کیا ہے اس کا مرتکب نہ ہو —— دعاء کرتے وقت حضورِ قلب سے دعاء کرے اور اللہ تعالیٰ سے توجہ ہٹا کر کسی دوسرے خیال میں مشغول نہ ہو ——
ارشادِ رسالت آب صلی اللہ علیہ وسلم ہے :

"ادعوا اللہ وانتم موقنون بالاجابۃ، واعلموا ان اللہ لا یستجیب دعاء من قلب غافل لاہ"

اللہ ربّ العزّت سے یوں دعاء کیا کرو کہ تمہیں اپنی دعاء کی قبولیت کا یقین ہو —— جان لو کہ اللہ تعالیٰ غافل دل کی دعاء کو قبول نہیں فرماتے"!

چنانچہ انبیاء و رسل علیہم السلام، نیز ہمارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم، آپؐ کے اصحاب کرامؓ اور سلف صالحین کی دعاؤں کی قبولیت کے بے شمار واقعات صحاح و سنن نیز تراجم کی کتب میں ذکر ہوئے ہیں (دیکھئے کتب سیرت، کتب تفسیر کے ابواب الوفود والمناقب) —— منجملہ ان میں سے ایک یہ ہے کہ :

"ان الرسول صلی اللہ علیہ وسلم سھر ذات لیلۃ بعد الھجرۃ والسیدۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا الی جنبہ فقالت : ما شانک یا رسول اللہ ؟ قال : لیت رجلاً صالحاً من اصحابی یحرسنی اللیلۃ، قالت : فبینما انا علی ذالک اذا سمعتُ صوت السلاح، فقال : من ھذا ؟ فقال : انا سعد بن مالک ! فقال : ما جاء بک؟ قال : جئت لاحرسک یا رسول اللہ. قال فسمعت غطیط رسول

اللہ فی نومہ -" (بخاری ومسلم ـــــ دیکھیئے مختصر تفسیر ابنِ کثیر ص ۵۲۴)

" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم ہجرت کے بعد ایک رات اچانک جاگے، اس وقت سیدہ عائشہؓ آپؐ کے قریب موجود تھیں، آپؐ نے پوچھا: اللہ کے رسولؐ، کیا معاملہ ہے ؟ آپؐ نے فرمایا، کاش آج رات میرے اصحاب میں سے کوئی نیک مرد یہاں پہرہ دیتا ـــــ آپؐ فرماتی ہیں، اسی دوران میں نے ہتھیار کی آہٹ سنی ـــــ آپؐ نے پوچھا، کون ؟ کسی نے جواب دیا، میں سعدؓ بن مالک ہوں۔ آپؐ نے استفسار فرمایا، اس وقت کیسے آنا ہوا ؟ سعدؓ نے کہا، اللہ کے رسولؐ، مَیں آپؐ کے ہاں پہرہ دینے آیا ہوں۔ ام المؤمنین فرماتی ہیں، اس کے بعد (مَیں نے دیکھا، آپؐ انتہائی پُرسکون نیند سو رہے تھے، حتیٰ کہ) مَیں نے نیند میں آپؐ کے خراٹے سنے!"

(جاری ہے)

شعروادب

عبدالرحمٰن عاجزؔ مالیرکوٹلوی

نعت

سیّدِ کونین جس دم عازمِ پرواز تھا
یہ زمیں کیا، آسماں بھی فرش پا انداز تھا

آپؐ کے حسنِ تخاطب میں وہ سوز و ساز تھا
ذرّہ ذرّہ اس جہاں کا گوش بر آواز تھا

رفتہ رفتہ پھول کھلتے ہیں چمن میں جس طرح
ہاں لبِ لعلیں کے کھُلنے کا یہی انداز تھا

قیصر و کسریٰ کے ایوانوں میں آئے زلزلے
آپؐ کی دعوت کا مکّہ میں ابھی آغاز تھا

قتل کی نیّت سے جو آیا مسلماں ہوگیا
اللہ اللہ آپؐ کی صورت میں کیا اعجاز تھا

رحمۃٌ للعالمینؐ تھے اور ختم المرسلینؐ
آپؐ کا کیا وصف تھا، کیا آپؐ کا اعزاز تھا

یہ بھی آنحضرتؐ کی سچائی کی ہے عاجزؔ دلیل
ہر بشر کے قول سے قول آپؐ کا ممتاز تھا